چھوڑ دو تم ....

(شیخ راحیل احمد ۔جرمنی)

مذہب اسلام میں احکامات اورانکی تشریح کے لئے قرآن کریم کے بعد کتب احادیث کی اہمیت سے مسلمان تو کیا کافروں کو بھی انکار نہیں۔اوراس دور کے خود ساختہ نبی مرزا غلام اے قادیانی نے بھی اس موقف سے اتفاق کرتے ہوئے ایک مرتبہ کہا کہ **”کیوں چھوڑتے ہو لوگو نبی کی حدیث کو۔ جو چھوڑتا ھے چھوڑ دو تم اس خبیث کو“**۔ مجھے ان کی یہ بات اچھی لگی، اسی لئے میں مجبور ہوں کہ اس بات میں انکی تائید کروں۔ ویسے بھی یہ اس دور کی بات ہے جبکہ ابھی ڈھکے چھپے لفظوں میں آئندہ کی نبوت کی تیاری ہورہی تھی۔ مرزا صاحب نے ختم نبوت پر جوڈا کہ ڈالا، عقائد کو اپنے حملوں کا نشانہ بنایا اور اپنے آپ کو نبی قرار دے لیا۔

اسکے جواز ڈھونڈنے میں مرزا صاحب نے (کم سے کم الفاظ میں بیان کیا جائے تو **انتہائی بے شرمی کے ساتھ**) نہ صرف پہلی مذہبی کتب پر بلکہ قرآن کریم پر بھی دست درازیاں کیں، تحریف کی، جھوٹ باندھے اورمن مانے تراجم وتفاسیر کئے، اسی طرح اپنی خانہ ساز نبوت کو بحق ثابت کرنے کے لئے مرزا صاحب نے احادیث پر، اسکے بیان کرنے والوں پر بھی اپنی چیرہ دستیوں کا ہاتھ دراز کیا، چاہا تو کسی امام کے قول کو حدیث قرار دے دیا، چاہا تو ایک بار حدیث کو بے سند قرار دیکر، پیسہ اکٹھے کرنے کے لئے پھر اُسی کو پیشگوئی قرار دے دیا۔ اورجس حدیث کوانہوں نے چاہارد کیا چاہے وہ ثقہ ترین احادیث میں سے ہو، اورجس حدیث کو چاہا، بطور دلیل کے پیش کردیا چاہے وہ کتنی ضعیف ہی کیوں نہ ہو اوراس حدیث کے ضعیف ہونے کے کتنے ہی زبردست شواہد ہوں،

جیسا کہ لکھتے ہیں:۔”تائیدی طور پر ہم وہ حدیثیں بھی پیش کرتے ہیں، جو قرآن شریف کے مطابق ہیں اور میری وحی کے معارض نہیں۔ اوردوسری حدیثوں کو ہم ردی کی طرح پھینک دیتے ہیں“۔اعجاز احمدی /رخ، ج ۱۹ / ص ۱۴۰۔ یہ تو اقرار کررہے ہیں لیکن بات صرف یہاں تک ہی نہیں رہتی بلکہ کئی احادیث کے من مانے ترجمے کئے اور جو باتیں احادیث میں نہیں تھیں وہ بھی احادیث سے منسوب کردیں، اورکئی احادیث کے مطالب کو اپنی من مانی تاویلات کے بنے ہوئے جال میں دھکیل دیا۔ بعض حدیثوں کو بیان کرتے ہوئے دانستہ بہت سی باتوں کو چھوڑ گئے اور کچھ کو اس طرح بیان کیا کہ ایک دوسطر حدیث بیان کی اوراس کے ساتھ اپنا تبصرہ اس طرح گڈمڈ کیا کہ اس طرح ان کو اپنے من مانے معنی پہنا دئے اوران کو پیش کردیا اور باقی کی حدیث کو گول کرگئے۔ غرضیکہ جو بھی ایک جھوٹا مدعی نبوت قران، حدیث اور سنت کے ساتھ کرسکتا ہے نہ صرف مرزا صاحب نے بے دریغ کیا بلکہ آج تک کے آئمہ تلبیس میں وہ اس باب میں بھی ان تمام جھوٹے نبیوں کے سرخیل ثابت ہوئے بلکہ خاتم الآئمہ تلبیس ہوئے۔ مرزا صاحب کی احادیث پر چیرہ دستیاں تو بہت ہیں مگر خاکسار صرف چند ایک مثالوں پر ہی قناعت کریگا، کیونکہ مقصد اس بات کی طرف توجہ دلانا ہے کہ جب انسان اپنی ذات کو جھوٹے نبی کی ذات میں ڈھال لیتا ہے تو کہاں تک جھوٹ کی نجاست میں منہ مارتا ہے، اورجھوٹ کے طومار سے خشک پتوں کے ڈھیروں کی طرح کئی کئی ڈھیر لگا دیتا ہے، لیکن سچائی کہ ایک جھونکے سے ہی یہ ڈھیر اڑنے لگتے ہیں اورجھوٹ کی لاش کو ننگا کردیتے ہیں اسطرح انسانوں کا سچائی پر یقین اور پختہ ہوتا ہے۔ لیکن اگر مرزا جی کی ہر ایک چیرہ دستی کا تفصیلی جائزہ لیا جائے تو میرے خیال میں کئی ایک ضخیم کتابیں بھی ناکافی ہونگی، اس لئے اس آرٹیکل کو دیگ میں سے چاول کے ایک دانے کے طور پر ہی قبول کریں۔

احادیث کے بارے میں مرزا صاحب کی مختلف آراء:۔

شروع شروع میں جب مرزا صاحب اپنی مذہبی کمپنی کی مشہوری کررہے تھے، تاکہ نبوت کے آئندہ منصوبوں کی راہ ہموار ہوجائے، کیونکہ اس وقت مرزا صاحب کو بعض نامور اہلحدیث علماء کا تعاون بھی حاصل تھا اور یہ تعاون رہنے کی امید بھی تھی۔ علیحدہ بات کے بعد میں انکے ہدایتکاروں نے مرزا صاحب اوراہل حدیث کے بعض ناموروں کو نوراً کُشتی میں لگا دیا۔ اس وقت مرزا صاحب کا اسلام کے مطابق تسلیم شدہ اصول:

۞ :۔”حدیثوں کا وہ دوسرا حصہ جو تعامل کے سلسلہ میں آگیا اور کروڑہا مخلوق ابتدا سے اس پر اپنے عملی طریق سے محافظ اور قائم چلی آئی ہے اس کو ظنی اور شکی کیوں کر کہا جائے؟ ایک دنیا کا مسلسل تعامل جو بیٹوں سے باپوں تک، اور باپوں سے دادوں تک، اوردادوں سے پڑدادوں تک بدیہہ طور پر مشہور ہوگیا، اوراپنے اصل مبدا تک اسکے آثار اور انوار نظر آگئے اسمیں تو ایک ذرہ گنجائش نہیں رہ سکتی، اور بغیر اسکے انسان کو کچھ نہیں بن پڑتا کہ ایسے مسلسل عمل درآمد کو اول درجے کے یقینیات میں سے یقین کرے، پھر جبکہ آئمہ حدیث نے اس سلسلہ تعامل کیساتھ ایک اورسلسلہ قائم کیا اور امور تعاملی کا اسناد، راستگو اور متدین راویوں کے ذریعہ آنحضرتﷺ تک پہنچا دیا تو پھر بھی اسپر جرح کرنا درحقیقت ان لوگوں کا کام ہے جنکو بصیرت ایمانی اورعقل انسانی کا کچھ بھی حصہ نہیں ملا“، شہادت القرآن /رخ ج ۶ /ص ۳۰۴۔

۞ :۔اوردوسری جگہہ اپنے مریدوں کو تلقین کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ ”یادرکھو کہ جو شخص احادیث کو ردی کی طرح پھینک دیتا ہے وہ ہرگز ہرگز مومن نہیں ہوسکتا کیونکہ

اسلام کا ایک بہت بڑا حصہ ایسا ہے کہ جو بغیر مدد احادیث ادھورا رہ جاتا ہے، جو کہتا ہے کہ مجھے احادیث کی ضرورت نہیں وہ ہرگز مومن نہیں ہوسکتا۔ اسے ایک دن قرآن کو بھی چھوڑنا پڑیگا‘‘۔ اور مرزا صاحب نے حدیث مبارکہ پر دست درازیوں کے ساتھ قرآن کریم کی آیات پر بھی دست درازیاں کیں۔ ملفوظات، ج ۱۰/ص ۲۶۵

۞:۔ اس موقف کے بعد مرزا صاحب اور انکی جماعت اب مسیح اور مہدی والی حدیثوں کی تاویلیں اور جرح حتیٰ کہ انکار کیوں کرتی ہے؟ کیا اس لئے کہ اسکے بغیر خود ساختہ نبوت کا کوئی راستہ نظر نہ آیا؟ اب مرزا صاحب اپنے مقاصد کی طرف قدم بڑھاتے ہیں۔ اوپر دیئے گئے دونوں حوالوں کو ذہن میں رکھیں اور پھر دیکھیں کہ کتنی فنکاری سے **احادیث کو قرآن کریم کا مقابل** قرار دیکر احادیث کے وجود کے بارے میں سوال کھڑے کرنے کی کوشش کررہے ہیں:

۞:۔ مرزا صاحب نے ایک اور آسان نسخہ ڈھونڈا کہ انکے دعوے چونکہ خروج دجال اور نزول عیسیٰ کی علامات و آثار، نہایت تفصیل کے ساتھ احادیث میں موجود ہیں اور انکے پاس اُن سے بھاگنے کی کوئی صورت نہیں، یا پھر مسلمانوں کی نظر میں منکر حدیث بنیں، اس سے بچنے کے لئے مرزا صاحب کے ذہن نے اسکا پہلا حل تو یہ ڈھونڈا کہ قرآن اور احادیث کے تعلق کو فنکاری کے ساتھ ایک دوسرے کے مقابل لاکر احادیث کی ضرورت اور عدم ضرورت کے سوالات پیدا کئے جائیں، میری اس بات کی تصدیق مرزا صاحب کے یہ اقول کررہے ہیں۔

۞:۔ ’’کیا آنحضرت ﷺ کی ان لوگوں کو وصیت تھی کہ میرے بعد بخاری کو ماننا؟ بلکہ آنحضرت ﷺ کی وصیت تو یہ تھی کہ کتاب اللہ کافی ہے۔ ہم قرآن کے بارے میں پوچھے جائیں گے نہ کہ زید اور بکر کے جمع کردہ سرمایہ کے بارے میں یہ سوال ہم سے نہ ہوگا کہ تم صحاح ستہ وغیرہ پر ایمان کیوں نہ لائے۔ پوچھا تو یہ جائیگا کہ قرآن پر ایمان کیوں نہ لائے‘‘ ۔ ملفوظات، ج ۴/ص ۱۵۱۔

☆ یہ بات کرکے سب سے پہلے نمبر پر تو مرزا صاحب اپنے ہی اس قول کے مصداق بنتے ہیں، **’’کیوں چھوڑتے ہو لوگو نبی کی حدیث کو۔ جو چھوڑتا ھے چھوڑ دو تم اس خبیث کو‘‘**۔

☆ دوسرے نمبر پر رسول کریم ﷺ کو کیسے پتہ ہوسکتا تھا کہ انکے بعد امام بخاریؒ، امام مسلمؒ اور دوسرے امامؒ ان حدیث کو اکٹھے کریں گے۔ اس سوال کا جواب کہ احادیث رسول ﷺ پر ایمان لانا ضروری ہے یا نہیں؟ خود قرآن کریم دے رہا ہے،

☆ کہئے اگر تم اللہ سے محبت کرتے ہو تو میرے پیچھے چلو، اللہ تم سے محبت کریگا (آل عمران: ع ۴)۔ اس آیت میں رسول کریم ﷺ کے پیچھے چلنے کا کیا مطلب ہے، کیا کوئی بقائمی ہوش و حواس کہہ سکتا ہے کہ پیچھے چلنے کا مطلب صرف قرآنی آیات ہیں؟ اور کیا انکے اقوال اور عمل بھی شامل ہیں یا نہیں؟

☆ پھر اس قرآنی آیت کا کیا جواب دیں گے، ’’اور نہیں بھیجا ہم نے کوئی رسول مگر اس واسطے کہ اُس کے حکم پر چلا جائے اللہ کے فرمان سے‘‘۔ (نساء: ع ۹)

☆ اور اسی قبیل کی ایک اور آیت ’’اور ہم نے بنایا اُن کو امام و پیشوا، وہ ہدایت و رہنمائی کرتے تھے ہمارے حُکم سے‘‘۔ (انبیاء: ع ۵) یہ دونوں آیات سے واضح ہورہا ہے کہ قرآنی احکام کے ساتھ جو رسول کریم ﷺ نے فرمایا ہے اسکی پابندی کرنی بھی لازمی ہے اور اقوال کریمانہ ہمیں صرف احادیث کے ذریعہ سے ہی ملتے ہیں۔

☆ مرزا صاحب اور انکی قبیل کے بعض افراد یہ کہتے ہیں کہ قرآن مقدم ہے، اس میں کوئی شک نہیں کہ قرآن مقدم ہے اور کیا یہ ممکن ہے کہ کوئی حدیث رسول ﷺ قرآن کے خلاف ہو، جبکہ حدیثوں کی صحت اور درست ہونے کے قوئد بھی مرتب ہیں جن سے مرزا صاحب بھی اتفاق کرچکے ہیں۔ ان قوائد کے تحت بڑی آسانی کے ساتھ صحیح اور ضعیف حدیث میں فرق واضح ہوجاتا ہے۔

☆ اب یہ علیحدہ بات ہے کہ قرآن کریم کے معنی نہ سمجھ آئیں تو حدیث کو قرآن کے مخالف قرار دے دو چاہے کتنی معتبر ہی کیوں نہ ہو، یہ کیوں نہیں تحقیق کرلیتے کہ سلف صالحین اس بارہ میں کیا کہتے ہیں اور اگر خود ساختہ معنے اور تفسیر کرکے حدیث پر اعتراض کرتے ہو تو پھر اپنے فتوئ کے مطابق خبیث ہو۔ مثال کے طور پر اگر کوئی ترجمہ کرے کہ **وَا نتھو** کا ترجمہ اسطرح ہے ’’و‘‘ کے معنی اور ہیں، ’’ا‘‘ کا مطلب ہے آئیگا اور ’’ **نتھو** ‘‘ صاف ظاہر ہے کہ نتھو ہے، اسطرح کہے کہ صحیح معنے یہ بنتے ہیں کہ ’’اور آئیگا نتھو تمہارے پاس‘‘۔ چونکہ حدیث میں ہمیں حوالہ نہیں ملتا اور قرآن مقدم ہے اس لئے نتھو کے آنے کے خلاف ہر قول مردود ہے۔ اور مرزا صاحب کے ترجمہ اور تفاسیر بھی اسی طرح کی ہیں۔

☆ آخری بات کہ امام بخاریؒ اور دوسرے اماموںؒ نے اپنے اقوال پیش کیئے ہیں یا رسول کریم ﷺ کے؟

۞:۔ **مزید لکھتے ہیں** لیکن قرآن شریف ایسے احتمالات سے پاک ہے۔ آنحضرت ﷺ کی زندگی قرآن شریف تک ہی ہے۔ پھر آپ فوت ہوگئے۔ اگر یہ احادیث صحیح ہوتیں اور مدار ان پر ہوتا تو آنحضرت ﷺ فرماجاتے کہ میں نے حدیث جمع نہیں کیں۔ فلاں فلاں آوے گا تو جمع کریگا تم اُن کو ماننا‘‘۔ ملفوظات، ج ۴/ص ۱۵۱۔

☆ مرزا صاحب کی اس بات کا جواب کچھ تو اوپر بھی دیا جا چکا ہے، لیکن مرزا صاحب کی اپنی تحریر (بطور مجدد، جس کے جُبہ میں خدا ہے اور جسکو علم قرآن خدا نے سکھایا ہے اور جسکو خدا ایک لمحہ غلطی پر نہیں رہنے دیتا) جواب دے رہی ہے۔''حدیثوں کا وہ دوسرا حصہ جو تعامل کے سلسلہ میں آ گیا اور کروڑ ہا مخلوق ابتدا سے اس پر اپنے عملی طریق سے محافظ اور قائم چلی آئی ہے اس کو ظنی اور شکی کیوں کر کہا جائے؟ ایک دنیا کا مسلسل تعامل جو بیٹوں سے باپوں تک، اور باپوں سے دادوں تک، اور دادوں سے پڑدادوں تک بدیہہ طور پر مشہور ہو گیا، اور اپنے اصل مبدا تک اسکے آثار اور انوار نظر آ گئے اسمیں تو ایک ذرہ گنجائش نہیں رہ سکتی، اور بغیر اسکے انسان کو کچھ نہیں بن پڑتا کہ ایسے مسلسل عمل در آمد کو اول درجے کے یقینیات میں سے یقین کرے، پھر جبکہ آئمہ حدیث نے اس سلسلہ تعامل کیساتھ ایک اور سلسلہ قائم کیا اور امور تعاملی کا اسناد، راستگو اور متدین راویوں کے ذریعہ آنحضرت ﷺ تک پہنچا دیا تو پھر بھی اسپر جرح کرنا در حقیقت ان لوگوں کا کام ہے جنکو بصیرت ایمانی اور عقل انسانی کا کچھ بھی حصہ نہیں ملا''، شہادت القرآن / ر خ ج ۶ / ص ۳۰۴۔

☆ اسکے بعد ہم مرزا صاحب کے استدلال کو قرآن کریم سے پرکھتے ہیں تو ہمیں یہ جواب ملتا ہے،''اور جب اُن سے کہا جاتا ہے کہ آؤ اُس کتاب کی طرف جس کو اللہ نے نازل کیا ہے اور رسول کی طرف تو اے رسول! تو دیکھے گا اُن منافقوں کو کہ اعراض اور رُوگردانی کرتے ہیں تیری طرف سے''۔(نساء : ع ۹)۔

۞:۔ **مریدوں کو احادیث پر تنقید کر نیکا راستہ** بتاتے ہوئے کہتے ہیں کہ بحث کے قواعد ہمیشہ یاد رکھو۔ اول قواعد مرتب ہوں، پھر سوال مرتب ہوں، کتاب اللہ کو مقدم رکھا جائے۔ احادیث اُن کے (کن کے؟۔ ناقل) اقرار کے بموجب خود ظنیات ہیں۔ یعنی صدق اور کذب کا ان میں احتمال ہے۔ اسکے یہ معنی ہیں کہ ممکن ہے سچ ہو، اور ممکن ہے کہ جھوٹ ہو۔ ملفوظات، ج ۴ / ص ۱۵۱۔

☆ ان باتوں کا جواب اس سے قبل دیا جا چُکا ہے۔ لیکن اس کے باوجود جس کو مرزا صاحب ظنیات قرار دے رہے ہیں، یہ بیان کرتے ہوئے نہیں سوچا کہ جب تک رسول کریم ﷺ نے اس دنیا کو رونق بخشی، صحابہؓ نے قرآن کریم، آپکے اقوال، عمل غرضیکہ ہر بات کو جس طرح آپ نے پیش کیا قبول کیا، دل و دماغ کی گہرائیوں میں بٹھایا اور آپکی حیات مقدسہ میں، اور آپکے بعد اسکو انتہائی دیانتداری اور شغف اور حفاظت کے ساتھ اگلی نسلوں کو منتقل کیا۔ اسکے بعد اُمت کے بہترین افراد کو اللہ تعالے نے احادیث رسول ﷺ کی تدوین، ترتیب، تحقیق، تنقید، ترجمہ و تشریح، تعلیم کے لئے چُنا، اور احادیث کی تدوین تو تابعین کے دور میں شروع ہو چکی تھی، اور تابعین کو براہ راست صحابہ کرامؓ سے یہ ورثہ منتقل ہوا تھا۔

☆ موطا کا مجموعہ رسول کریم ﷺ کے اس دنیا سے رُخصت ہونے کہ تقریباً ایک سو بیس (۱۲۰) برس کے بعد مرتب ہوا اور اس سے اندازاً بیس برس قبل تک کئی اصحابؓ رسول ﷺ موجود تھے۔ اور بے شمار تابعین موجود تھے۔ ان تمام حقائق کے باوجود احادیث کو ظنیات قرار دینا کس کا کام ہو سکتا ہے، قارئین خود یہ فیصلہ کریں؟

☆ ایک اور بات بھی ہے کہ مرزا صاحب نے بخاری شریف کو بعد قرآن کریم کے اصح الکُتب قرار دیا ہے، لکھتے ہیں،'' جو اصح الکتب بعد کتاب اللہ ہے''۔ شہادۃ القرآن / رخ، ج ۶ / ص ۳۳۷۔ اور بخاری شریف اور مسلم شریف کو صحیحین قرار دیا ہے، اسکے باوجود بھی اگر احادیث رسول ﷺ کو ظنیات کہتے ہیں۔ تو مرزا صاحب کا ہی کہنا ہے کہ جھوٹے اور منافق کے اقوال میں تضاد ہوتا ہے۔ اب ان باتوں کو سامنے رکھ کر مرزا صاحب کو جو مرضی قرار دے لیں۔

احادیث کے متعلق ذہنوں میں شکوک:۔ چونکہ مرزا صاحب کو یقین تھا کہ یہ عذر کافی نہیں ہوگا دوسرا طریقہ یہ اختیار کیا کہ احادیث کے ایک بہت بڑے حصہ کے متعلق شکوک ذہنوں میں ڈالنا شروع کر رہے ہیں:

۞:۔ مرزا صاحب نے ایک اور آسان نسخہ ڈھونڈا کہ صحیح بخاری کی ایک حدیث کو بیان کر کے اس پر اپنا یہ نوٹ لگایا،'' بخاری جو فن حدیث میں ایک ناقد بصیر ہے ان تمام روایات کو معتبر نہیں سمجھتا۔ یہ خیال ہرگز نہیں ہو سکتا کہ بخاری جیسے جدوجہد کرنے والے کو وہ تمام روایات رطب و یابس پہنچی ہی نہیں، بلکہ صحیح اور قرین قیاس یہی ہے کہ بخاری نے ان کو معتبر نہیں سمجھا، اس نے دیکھا کہ دوسری حدیثیں اپنی ظاہری صورت میں **اما مکم من کم** کی حدیث سے معارض ہیں اور یہ حدیث غایت درجہ کی صحت پر پہنچ گئی ہے اس لئے اس نے ان مخالف المفہوم حدیثوں کو ساقط الاعتبار سمجھ کر اپنی صحیح کو ان سے پُر نہیں کیا''۔ ازالہ اوہام / رخ ص ۱۷۳ / ج ۳۔

☆ اب اگر مرزا جی کی اس رطب و یابس میں چھپے ہوئے پیغام کو دیکھیں تو کس پُرکاری سے قاری کے ذہن میں یہ بٹھا رہے ہیں کہ صحیح بخاری کے سوا جتنی بھی کتب احادیث ہیں، خواہ صحیح، خواہ سند، سب رطب و یابس ہیں۔ دیکھیں ایک ہی تمہید سے کس فنکاری کے ساتھ رسول کریم ﷺ سے مروی ہزار ہا احادیث اور ارشادات کو رطب و یابس قرار دے دیا اور ان اماموںؒ کی سالہا سالوں کی احادیث مبارکہ کو جمع کرنے، مدون کرنے، انکی صحت پر تحقیق کرنے کی کاوشوں پر پانی پھیر دیا اور نیز وہ جو ہزاروں شرعی مسائل ان حدیثوں سے

نکلتے ہیں انکو بھی مشکوک کردیا۔

☆ اگر یہ مان لیا جائے کہ امام بخاریؒ ہی صرف حامل علم نبوی تھے تو یہ بھی غلط ہوگا۔ دیباچہ بخاری شریف صفحہ ۸ پر امام بخاریؒ سے مروی ہے کہ انہوں نے فرمایا مجھے ایک لاکھ صحیح حدیثیں یاد ہیں اور دو لاکھ غیر صحیح، بخاری شریف میں صرف دو ہزار احادیث درج ہیں۔ صرف ان پر کیسے انحصار کرسکتے ہیں جبکہ خود امام بخاریؒ کا اپنا بیان ایک لاکھ صحیح حدیثوں کا ہے اور اسکی ایک بڑی واضح مثال کہ حجۃ الوداع کا قصہ اور مسلم کی حدیث جو جابرؓ سے مروی ہے بخاری شریف میں نہیں ہے، حالانکہ سارا عالم اسلام اسکو صحیح سمجھتا ہے اور مرزا جی نے بھی اسکی صحت سے عدم اتفاق نہیں کیا۔

☆ اور صرف اسی آخری نصیحت سے ہی علماء کرام نے تقریباً ڈیڑھ سو سے زیادہ مسائل نکالے ہیں۔ اب مرزا جی تو نہیں رہے انکے سلسلے کے علماء ہی بتائیں گے کہ امام بخاری نے اس حدیث کو کیوں نہیں لیا اور انکے نہ لکھنے کی وجہ سے کیا یہ بھی رطب و یابس ہے؟

خود ہی دیکھ لیجئے کہ کتنا غلط اصول پیش کیا مرزا جی نے اور اپنی ہی تحریر کے خلاف۔ اور اسکے علاوہ مرزا صاحب نے کئی وضع حدیثیں، بڑی ڈھٹائی سے صحیح بخاری سے منسوب کردیں حالانکہ انکا کوئی وجود نہیں، ویسے بھی کئی حدیثیں مرزا صاحب نے اپنے ذہنی کارخانے میں گھڑی ہیں:۔

کس طرح:۔ اب مرزا صاحب لوگوں کے منہ تو نہیں پکڑ سکتے تھے۔ جب علماء کرام نے اعتراض کئے، تو مرزا جی کی پرکاری کی انتہا دیکھئے کہ اب **احادیث کو چھانٹنے کا جواز پیش کرتے ہیں:**

۞:۔ جب مرزا صاحب نے حدیثوں میں بیان کردہ تفصیلات سے اختلاف کرتے ہوئے اپنے دعووں کے ثبوت میں کچھ حدیثوں کو لے لیا اور کچھ کو جزوی طور پر قبول کیا اور باقی احادیث سے مکمل اغماض و بے تعلقی دکھائی۔ اس اغماز کا جواز کیا دیتے ہیں۔ ''تمام احادیث صحیح نہیں بلکہ بعض تلفیق پر مبنی ہیں اور ان میں اختلاف بہت ہے اور اُمت میں افتراق کا باعث احادیث ہوئی ہیں۔ انہی کی وجہ سے شافعی، حنبلی، مالکی، حنفی اور شیعہ فرقے بنے ہیں اور مولف امت سے اختلاف کو مٹانے اور قرآن مجید کو قبلہ (کونسے قادیان میں نازل ہونے والے تذکرہ کو یا مکہ مدینہ میں نازل ہونے والے قرآن کو؟۔ ناقل) بنانے کے لئے مبعوث ہوا ہوں''۔ آئینہ کمالات اسلام / ر خ ج ۵ / ص ۴۲، انڈیکس۔ ان باتوں کا جواب بھی اس سے قبل آچکا ہے۔ اس جگہ موقع نہیں ورنہ سوال اٹھاتا کہ آپ نے کونسا اتفاق پیدا کیا اور کتنا اختلاف؟

۞:۔ اور دوسری جگہ لکھتے ہیں، ''جس حالت میں میں بار بار کہتا ہوں کہ خدا نے مجھے مسیح موعود مقرر کرکے بھیجا ہے اور مجھے بتلا دیا ہے کہ فلاں حدیث سچی ہے اور فلاں جھوٹی ہے اور قرآن کے صحیح معنوں سے مجھے اطلاع بخشی ہے''، اربعین ۴/ ر خ، ج ۱۷/ ص ۴۵۴۔

☆ لیکن مزے کی بات یہ ہے کہ ایسی کوئی فہرست نہیں چھوڑی جس سے ہم جیسوں کو پتہ چل سکے کہ خدا نے انکو کیا بتایا،

☆ اور نہ ہی کوئی ایسا ثقہ اصول چھوڑا جسکو اختیار کرکے ایک عام آدمی نہ سہی ایک عالم ہی کو پتہ چل جاتا کہ مرزا جی نے اللہ تعالےٰ سے آخر کونسا اصول پایا، جسکو وہ بھی اختیار کرکے صحیح احادیث پیش کرسکے اور غیر صحیح حدیث کے بیان کرنے سے بچ کر لوگوں کے اور اپنے ایمان کو بچاوے۔

☆ اور نہ ہی قرآن کا کوئی صحیح معنوں والا ترجمہ، جس پر خدا نے انکو اطلاع بخشی ہے، اپنے پیچھے چھوڑا ہے۔ شاید قادیانی جماعت کے بزرجمہر کچھ بتا سکیں؟

راوی حدیث پر اعتبار متزلزل:۔ مرزا صاحب اسی پر بس نہیں کرتے بلکہ انکی سب سے بڑے راوی حدیث پر اعتبار متزلزل کرنے کی کوشش بھی ملاحظہ کیجئے:

۞:۔ احادیث پر لوگوں کا اعتبار ڈھل مل کرنے میں مرزا جی نے، اس ہستی، اس صحابیؓ رسول ﷺ کی ذات پر، جسکے توسط سے سب سے زیادہ احادیث اُمت تک پہنچی ہیں، ایسے خیالات کا اور گھٹیا زبان کا استعمال کیا ہے کہ کوئی صحیح مسلمان ایسی بات کا سوچ بھی نہیں سکتا، اور اس طرح مرزا جی نے ایسی کم ظرفی کا مظاہرہ کرکے گناہ بھی کمایا ہے اور مسلمانوں کا دل بھی دکھایا ہے،، اور اسلام، احادیث کے دشمنوں کو خوش بھی کیا ہے، مرزا صاحب لکھتے کیا ہیں بلکہ یہ کہنا صحیح ہوگا کہ مرزا صاحب کا قلم ان کے دل کا بغض اُگلتا ہے اور ایک بار نہیں کئی بار اور کئی جگہ؟

☆ ''ابو ہریرہؓ غبی تھا، درایت اچھی نہیں رکھتا تھا''۔ اعجاز احمدی / رخ ص ۱۲۷/ ج ۱۹۔

☆ ''ابوہریرہؓ فہم قران میں ناقص ہے۔اس کی درایت پر محدثین کو اعتراض ہے''۔ ضمیمہ نصرۃ الحق/رخ ص ۴۱۰/ج ۲۱۔

☆ ''درایت اور فہم سے بہت ہی کم حصہ رکھتا تھا'' ضمیمہ نزول المسیح/رخ،ج ۱۹/ص ۱۲۷۔

☆ یہ لکھتے ہوئے نہ تو کبھی مرزا کا قلم کانپا اور نہ ہی یہ حدیث سامنے آئی کہ ''جس نے مجھ پر اور میرے صحابہ پر تنقید کی وہ اپنا ٹھکانہ جہنم میں سمجھے''۔لیکن مرزا صاحب کو کونسا جہنم کا ڈر تھا انکے باقی کونسے کام جنت میں جانے والے ہیں یا شرافت اور انسانیت کے معیاروں پر پورا اتر رہے ہیں؟ جو شخص ایسے جلیل القدر صحابیؓ رسول ﷺ کے بارے میں ایسے خیالات کا اظہار کرے، تو اس میں کوئی شبہ نہیں کہ وہ عاشق رسول ﷺ ہونے کا جھوٹا دعویدار ہے، اور ایسا شخص تو مسلمانوں میں شریف آدمی کا مقام بھی نہیں پانے کے قابل، کہ کُجا اُسکا مجدد، مسیح، مہدی و نبی وغیرہ کا دعویٰ قبول کیا جائے۔

حدیث پیش کرنے کا ٹنٹا ہی ختم کرتے ہیں:۔جب مرزا صاحب کو نظر آیا کہ ابھی بھی مطلوبہ کام نہیں بنتا تو

۞:۔لیکن اتنا کچھ کرنے کے باوجود بھی لوگوں کا عترض باقی رہتا ہے تو فیصلہ کرتے ہیں کہ حدیث پیش کرنے یا نہ کرنے کا ٹنٹا ہی اُڑا دو اور اپنے کو حدیث پیش کرنے یا نہ کرنے سے آزاد کرتے ہوئے فرماتے ہیں ''تائیدی طور پر ہم وہ حدیثیں بھی پیش کرتے ہیں، جو قرآن شریف کے مطابق ہیں اور میری وحی کے معارض نہیں۔اور دوسری حدیثوں کو ہم ردی کی طرح پھینک دیتے ہیں''۔ اعجاز احمدی/رخ،ج ۱۹/ص ۱۴۰۔اب آپ دیکھیں کہ اس تحریر کا کیا مطلب نکلتا ہے۔

☆ اول اگر ایک حدیث قرآن کے مطابق بھی ہے لیکن مرزا صاحب کی وحی کے مطابق نہیں تو وہ بھی ردی کا کاغذ ہے، یعنی بالواسطہ طور پر مرزا نے اپنی وحی یا الہام کو قرآن سے بھی برتر قرار دے لیا۔

☆ دوسرے عالم اسلام کے تیرہ سو سالہ علمی ذخیرہ کو اپنے قلم کی ایک جنبش سے کالعدم قرار دے دیا، حالانکہ صرف اور صرف احادیث سے ہی کسی مہدی یا مسیح کے آنے کی خبر ملتی ہے اور اسی علمی ذخیرہ کو رد کر دیا جس سے مرزا صاحب کو اپنے دعوے کی بنیاد ملی۔مسلمانوں کو اپنی طرف راغب کرنے کے لئے مواد ملا (جسکو مرزا صاحب نے اپنی مرضی کے مطابق توڑا مروڑا)۔''جس تھالی میں کھائے، اسی میں چھید کرے'' کے مصداق مرزا غلام اے قادیانی صاحب جیسے ''صاحب لوگ'' ہی ہوتے ہیں۔

☆ جیسا کہ آپ شروع میں مرزا صاحب کا حوالہ دیکھ آئے ہیں کہ جو شخص احادیث کو ردی کی ٹوکری میں پھینکتا ہے وہ ہرگز ہرگز مومن نہیں ہوسکتا، اور یہاں یہ خود مان رہے ہیں کہ احادیث کو ردی کی ٹوکری میں پھینک دیتے ہیں تو پھر اپنے بقول مرزا صاحب ہرگز ہرگز مومن بھی نہیں، کجا مجدد، مامور، مسیح یا نبی وغیرہ وغیرہ۔

مال اکٹھا کرنے:۔کے لئے بے سند (بقول مرزا صاحب) حدیث بھی کام آتی ہے:

۞:۔جب ہر نام پر، ہر خواہش پر مال اکٹھا کرنے کی باری آتی ہے اسوقت جو احادیث مرزا صاحب نے ''بے سند''۔''بے بنیاد''۔''ضعیف'' اور امام بخاریؒ کی رَد کی ہوئی قرار دی ہے، وہ حدیث مال سمیٹنے کے لئے کس طرح موم کی ناک کی طرح موڑ کر ''رسول اللہ ﷺ کا منشاء''۔''رسول اللہ کی پیشگوئی''۔''جسکی ضرورت حدیث میں تسلیم شدہ''۔''جسکی وجہ سے مسیح موعود کی مسجد اقصیٰ حدیث والی مسجد اقصیٰ'' قرار پاتی ہے۔

☆ حدیث مبارکہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام دمشق کے مشرق میں سفید مینارہ پر نازل ہونگے۔اس حدیث پر جرح کرتے ہیں اور اسکو غلط ثابت کرنے کی کوشش کرتے ہیں ذرا آپ بھی پڑھیے ''ثابت نہیں ہوتا کہ آنحضرت ﷺ کے وقت میں دمشق میں کوئی منارہ تھا، اس سے پایا گیا کہ آنحضرت ﷺ کے بعد اگر کوئی منارہ بنا تو وہ سند نہیں ہے''، اسی طرح آنحضرت کے وقت میں سن ہجری نہ تھا، یہ سن خلافت دوم میں بنا ہے تو اس حدیث سے سن ہجری کی صدی کیونکر مراد لی جاسکتی ہے اور آنحضرت ﷺ کے وقت سن ''فیل'' مروج تھا اور اس سن کا سن ہجری سے ۵۳ سال کا فرق ہے، الہٰذا یہ حدیث سند نہیں ہے'' (اصل فارسی اور عربی میں ہے)۔ آئینہ کمالات اسلام/رخ،ج ۵/ص ۴۷۲۔

☆ لیکن مزید اس حدیث پر دوسری جگہ لکھتے ہیں ''ناگہاں مسیح ابن مریم ظاہر ہوجائیگا اور وہ ایک منارہ سفید کے پاس دمشق کے شرقی طرف اترے گا مگر ابن ماجہ کا قول ہے کہ بیت المقدس میں اترے گا اور بعض کہتے ہیں کہ نہ بیت المقدس اور نہ دمشق بلکہ مسلمانوں کے لشکر میں اترے گا جہاں حضرت مہدی ہونگے ....(دیکھئے کہ اس حدیث کو ضعیف قرار دیتے ہوئے فرماتے ہیں کہ۔ناقل) ''یہ وہ حدیث ہے جو صحیح مسلم میں امام صاحب نے لکھی ہے جس کو ضعیف سمجھ کر رئیس المحدثین امام محمد اسمٰعیل بخاری نے چھوڑ دیا'' ازالہ اوہام/رخ، ج ۳/ص ۲۰۹ و ۲۱۰۔

۞:۔ دیکھیں مرزا غلام اے قادیانی (اپنے بقول) بطور حکم، مجدد، محدث اور مسیح وغیرہ وغیرہ اس حدیث مبارکہ کو غلط ثابت کر چکے ہیں۔ لیکن اب دیکھئے ایک وقت میں جس حدیث کو بے سند اور ضعیف قرار دیتے ہیں، مال کمانے کے لئے اسکا حوالہ دیکر لوگوں سے کیسے پیسے اکٹھے کئے جا رہے ہیں؟ شوکت اسلام کے نام چندہ کی اپیل (ذاتی جائداد اور رسوخ کو وسیع کرنے کے لئے) کا ٹائٹل لگا کر کشکول پھیلاتے ہوئے اشتہار شائع کرتے ہیں اور اس میں لکھتے ہیں، (اشتہار کے چیدہ چیدہ حصے اس طرح پیش کئے ہیں کہ مفہوم میں کوئی فرق نہ پڑے، اگر کسی کو اعتراض ہو تو مکمل اشتہار پڑھکر دیکھ لے۔ انشاء اللہ اصل مفہوم میں ذرہ بھر فرق نہ ہوگا)

☆ ''قادیان کی مسجد جو میرے (بے نماز۔ ناقل) والد صاحب مرحوم نے مختصر طور پر دو بازاروں کے وسط میں ایک اونچی زمین پر بنائی تھی۔ اب شوکت اسلام کے لئے بہت وسیع کی گئی۔ اب اس مسجد کی تکمیل کے لئے ایک اور تجویز قرار پائی ہے اور وہ یہ ہے کہ مسجد کی شرقی طرف جیسا کہ حدیث رسول اللہ کا منشاء ہے ایک نہایت اونچا منارہ بنایا جائے (کس حدیث کا منشا ہے کہ مینارہ بنایا جاوے؟ اور اگر ہے تو کون بناوے؟۔ ناقل) اور وہ منارہ تین کاموں کے لئے مخصوص ہو۔ [۱] اول یہ کہ تا موذن اس پر چڑھ کر پنجوقتہ بانگ نماز دیا کرے۔ [۲] دوسرا مطلب اس منارہ سے یہ ہوگا کہ اس منارہ کی دیوار کے کسی بہت اونچے حصے پر ایک بڑا لالٹین نصب کر دیا جائیگا۔ [۳] تیسرا مطلب اس منارہ سے یہ ہوگا کہ اس مینارہ کی دیوار کے کسی اونچے حصہ پر ایک بڑا گھنٹہ جو چار سو یا پانچ سو کی قیمت کا ہوگا نصب کر دیا جائیگا۔

☆ اب تیسری وجہ کی مزید تشریح میں اور باتوں کے علاوہ یہ دلچسپ تشریح بھی لکھتے ہیں، ''تیسرے وہ گھنٹہ جو اس منارہ دیوار میں نصب کیا جائیگا اس میں یہ حقیقت مخفی ہے ....سو آج سے دین کے لئے لڑنا حرام کیا گیا ہے (جو بات کی وہ خدا کی قسم لاجواب کی!۔ ناقل) .... غرض یہ گھنٹہ جو وقت شناسی کے لئے لگایا جائیگا مسیح کے وقت کی یاد دہانی ہے۔

۞:۔ اور خود اس منارہ کے اندر ہی ایک حقیقت مخفی ہے اور وہ یہ کہ حدیث نبویہ میں متواتر آچکا ہے کہ مسیح آنے والا صاحب المنارہ ہوگا (واہ مرزا صاحب، آپکے دجل اور تحریف کے کیا کہنے، کہیں یہ نہیں لکھا کہ صاحب المنارہ ہوگا بلکہ یہ لکھا ہے کہ سفید مینارہ پر نازل ہوگا اور ہر سمجھدار کم از کم مینارہ پر اترنے یا صاحب المنارہ ہونے میں جو تضاد ہے سمجھ سکتا ہے اور میں چیلنج کرتا ہوں کہ قادیانی جماعت کو کہ وہ کسی ایک کمزور حدیث کو ہی پیش کر دیں جس میں مسیح کے لئے ''صاحب المنارہ'' کا لفظ استعمال کیا گیا ہو، جو وہ کبھی بھی نہیں پیش کر سکتے، انشاء اللہ۔ ناقل)۔ یعنی اس کے زمانہ میں سچائی بلندی کی انتہا تک پہنچ جائیگی...... (احمد یو! کیا واقعی سچائی بلندی کی انتہا تک پہنچ گئی ہے؟ دنیا کی بات بھی نہیں کہتا بلکہ اپنی جماعت کی اندرونی حالت پر ہی حلف اٹھا کر اپنے ضمیر کا جواب دے دو؟۔ ناقل) ....اور قدیم سے مسیح موعود کا قدم اس بلند مینار پر قرار دیا گیا ہے۔ (حدیث کا تو آپ انکار کر چکے، اب کہاں اور کس نے قرار دیا ہے؟۔ ناقل) جس سے بڑھکر اور کوئی عمارت اونچی نہیں۔.................... ایسا ہی مسیح موعود کی مسجد اقصیٰ بھی مسجد اقصیٰ ہے (اس زمانہ میں یورپ اور امریکہ ہی نہیں ہندوستان میں ہی کئی مینار مرزا جی کے مجوزہ مینارے سے اونچے تھے۔ اور حقیقتاً نیز روحانی طور پر بھی مکہ معظّمہ، مدینہ منورہ، مسجد اقصیٰ کے مینار اونچے تھے، ہیں اور تا قیامت رہیں گے۔ لیکن مرزا جی ایسی ہی دور کی کوڑیاں لایا کرتے تھے۔ ناقل)۔

۞:۔ ایک روایت میں خدا کے پاک نبی نے یہ پیشگوئی کی تھی کہ مسیح موعود کا نزول مسجد اقصیٰ کے شرقی منارہ کے قریب ہوگا۔ (حاشیہ میں اسکی تشریح کرتے ہوئے ہمارا گاؤں قادیان اور یہ مسجد دمشق کے شرقی جانب ہے اور چونکہ حدیث میں اس بات کی تصریح نہیں کہ وہ دمشق سے ملحق ہوگا بلکہ دمشق سے شرقی طرف واقع ہوگا، اس سے ثابت ہوتا ہے کہ وہ منارہ یہی مسجد اقصیٰ کا منارہ ہے، (جو بات کی خدا کی قسم لاجواب کی۔ ناقل)..... مسیح کا نزول منارہ کے پاس ہوگا۔ دمشق کا ذکر اس حدیث میں جو مسلم نے بیان کی ہے .... کہ مسیح کا منارہ جس کے قریب اسکا نزول ہوگا دمشق سے شرقی طرف ہے اور یہ بات صحیح بھی ہے۔.................. (اب ذرا تھوڑا سا پیچھے جائیں جہاں مینارہ والی حدیث کو بے سند اور ضعیف قرار دیا، اور یہاں صحیح قرار پا رہی ہے۔ ناقل)۔

☆ اس دلیل کا جائزہ لیں تو ہنسی آتی ہے۔ قادیان دمشق سے مشرق نہیں بلکہ جنوب مشرق میں واقع ہے۔

☆ اور مثال کے طور پر اب کوئی یہ کہے کے مرزا صاحب کا الہام ہے قادیان کے جنوب میں ایک کھیت میں ایک عقاب شکار کریگا، ابھی پرندوں کا آمد اور عقاب کی آمد کا وقت ہی نہیں آیا، اور مرزا صاحب کا کوئی مرید سری لنکا میں رہتا ہے، وہ اپنے پالتو شکرے کو اڑائے اور کہہ دے کہ یہاں عقاب اور پرندے دیکھے ہیں، کیونکہ سری لنکا قادیان کے جنوب میں ہے اس لئے مرزا جی کا الہام پورا ہوگیا۔ کوئی عقل کو ہاتھ مارو بھائیو، اب اگر کوئی کہتا ہے کہا یک لال رنگ کی عمارت قادیان کے مغرب میں ہے تو تم اسکو قادیان کے مضافات میں دیکھو گے یا روس میں جا کر، کیونکہ روس بھی مغرب میں ہے۔

☆ اور اگر واقعی اتنی دور حدیث مبارکہ سے مراد تھی تو اتنا لمبا چکر کاٹنے کی کیا ضرورت تھی، رسول کریم نے مکہ یا مدینہ منورہ سے سمت کیوں نہ بتائی۔ وہاں سے تو قادیان زیادہ مشرق کی جانب آتا ہے۔

☆ ایک اور بے ہودگی کہ ''وہ مینارہ یہی مسجد اقصیٰ کا منارہ ہے''۔ جو ابھی صرف مرزا جی کے خیالوں میں ہے۔

☆ مینار جسکا حدیثوں میں ذکر ہے کیا وہ مسجد اقصیٰ جو بیت المقدس میں ہے کا مینارہ تھا یا دمشق کی کسی مسجد کا، اور مسجد اقصیٰ کے ساتھ کسی کمزور ترین احادیث میں بھی ذکر آیا ہے؟

۞:۔ اور یہ منارہ وہ منارہ ہے جسکی ضرورت حدیث نبویہ میں تسلیم کی گئی۔ اور اس منارہ کا خرچ دس ہزار سے کم نہیں۔ اب جو دوست اس منارہ کی تعمیر کے لئے مدد کریں گے میں یقیناً سمجھتا ہوں کہ وہ ایک بھاری خدمت انجام دیں گے (اس میں کیا شق ہے کہ اپنا اور اپنے بال بچوں کا پیٹ کاٹ کر پہلے تمہارے اور اب تمہاری اولاد کے شاہی اللے تللے پورے کرنا واقعی بھاری خدمت ہے۔ ناقل)''۔ اشتہار نمبر ۲۲۱ (مورخہ ۲۸ مئی ۱۹۰۰ء)، مجموع اشتہارات/ ج ۳، ص ۲۸۲ تا ۲۹۷۔ جب لوگوں کی جیب سے پیسے نکالنے کا خیال آیا تو جو بات بے سند تھی، اس کو حدیث نبویہ کی تسلیم شدہ ضرورت قرار دے دیا۔

☆ اسکے بعد مرزا غلام احمد قادیانی اپنے دوسرے اشتہار نمبر ۲۲۳، مندرجہ صفحہ نمبر ۳۱۴ تا ۳۲۴، مجموعہ اشتہارات، ج ۳، میں بڑے جذباتی انداز اور مریدوں کے اخلاق اور جذبہ قربانی کو بلیک میل کرتے ہوئے، ان کے مال کے طلبگار ہوتے ہیں اور تاکید کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ ''سو واضح ہو کہ ہمارے سید و مولا خیر الاصفیاء خاتم الانبیاء سیدنا محمد مصطفےٰ ﷺ کی یہ پیشگوئی ہے کہ مسیح موعود جو خدا کی طرف سے اسلام کے ضعف اور عیسائیت کے غلبہ کے وقت میں نازل ہوگا اسکا نزول ایک سفید منارہ کے قریب ہوگا جو دمشق سے شرقی طرف واقع ہے''۔ ایضاً، ص ۳۱۵۔

۞:۔ **اب آپ**:۔ اوپر دیئے ہوئے حوالہ جات کا جائزہ لیں تو مندرجہ ذیل باتیں سامنے آتی ہیں۔

☆ پہلے دو حوالہ جات (آئینہ کمالات اسلام اور ازالہ اوہام) میں مرزا صاحب نے ان روایات کو بطور ملہم، مجدد، مسیح موعود، جسکو خدا ایک لحہ بھی غلطی پر نہیں رہنے دیتا، اور کوئی لفظ خدا کی منشاء کے بغیر نہیں بولتا، ان احادیث کو جن میں مسیح علیہ السلام کا سفید مینارہ پر نازل ہونیکا ذکر ہے بے سند اور ضعیف قرار دیا ہے۔

☆ پھر ان تمام احادیث یا انکے وہ حصے جو مرزا صاحب نے حوالہ کے طور پر دیئے ہیں ان میں بھی واضح طور پر لکھا ہے کہ سفید مینارہ پر نازل ہوگا، یہ نہیں سفید منارہ کے قریب اور یہ بھی نہیں کہ وہ آ کر سفید مینارہ لوگوں کی جیب کاٹ کر بنائیگا۔

☆ جب بے نماز باپ کی بنائی ہوئی مسجد پر مینارہ بنانے کے لئے مرزا صاحب کو پیسے اکٹھے کرنیکا خیال آیا تو انہی احادیث کو جنکو الہامی حیثیت میں غلط یا بے سند اور ضعیف قرار دے چکے تھے یک جنبش قلم نہ صرف صحیح (بغیر اس تشریح کے کہ کب سے باسند ہوگئی ہے؟ یا اس بات کا اقرار کہ پہلے غلطی لگی) قرار دے دیا بلکہ پاک پیشگوئی قرار دیکر اسکا مصداق اپنی مسجد کو بنالیا اور پھر ایک بار نہیں کئی بار، واہ مرزا جی واہ کیا کہنے، ویسے میرے خیال میں ایسی ہی صورت حال میں کسی شاعر نے آپ جیسے مہربان کے لئے خوب کہا ہے ''چت لیٹیں تو اوڑھنی پٹ لیٹیں تو بچھونا''۔

☆ مرزا صاحب کا حوالہ جیسا کہ پہلے دے چکے ہیں کہ اُنکے بقول رسول کریم ﷺ کے زمانے میں کوئی سفید مینار نہیں تھا، تو جب آپ نے دعویٰ کیا تو سفید مینار کے اوپر اترنے کی بات چھوڑیں، مینار کے قریب نازل ہونے کے لئے بھی (دمشق کے مشرق میں) قادیان میں تو کیا دور دور تک کوئی مینار نہ تھا، لیکن آپ پھر بھی (پتہ نہیں کہاں سے دنیا کو گمراہ کرنے کے لئے) بغیر مینارہ کے ہی نازل ہو گئے۔ اب یہ کہاں لکھا ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام نزول کے بعد سفید مینارہ بنائیں گے۔ اور مرزا صاحب نے اس کے علاوہ بھی جو تاویلیں کی ہیں، ان کے کیا کہنے۔

۞:۔ پڑھنے والے صرف یہی کہہ سکتے ہیں کہ، اے نبی تاویلات، تو دجل میں، (کم از کم) اپنے وقت میں سب سے اونچے مینارہ دجل پر کھڑا تھا۔ اور پھر خدا نے جیسے شداد کو اسکی اپنی ہی بنائی ہوئی جنت میں داخل نہیں ہونے دیا اسی طرح مرزا صاحب بھی اس مینارہ پر چڑھنے اور اسکو مکمل دیکھنے کی حسرت ہی دل میں لئے اس دنیا سے چلے گئے اور خدا تعالےٰ کی مرضی، کہ یہ مینارہ مرزا صاحب کی زندگی میں پورا نہ ہوا اس طرح خدا نے بتا دیا کہ وہ جھوٹے مدعیان نبوت کے وہ منصوبے جو وہ پاک نبیوں اور اللہ کی گواہی کے طور پر بناتے ہیں کبھی پورے نہیں ہوتے اور مرزا صاحب اپنی کئی دوسری پیشگوئیوں کی طرح اس مینار کو بھی مکمل دیکھنے کی حسرت لئے رخصت ہوئے۔

مجددیت کے ثبوت:۔ میں جماعت احمدیہ اکثر ایک حدیث پیش کرتی ہے۔

۞:۔”ان اللہ یبعث لهذہ الامة علی راس کل مائة سنة من یجددلها دینها۔ مشکوٰۃ کتاب العلم۔ترجمہ:یعنی ہرصدی کے سر پر مجدد آئیگا“۔

☆ اب آپ دیکھیں کہ یہ حدیث پہلی بات یہ کے ابوداؤد، کتاب الملاہم جلددوم، ص ۳۲۔ کے مطابق یہ روایت موقوف ہے لہٰذا حجت نہیں“۔

☆ اور”کتاب تہذیب التہذیب میں لکھا ہے کہ اس حدیث کے راویوں میں ایک راوی ابنِ وہب جو مدلس ہے، لہٰذا قابل اعتبار نہیں“۔

☆ ان روائتوں کومرزاصاحب اس نظرانداز کرتے ہیں جیسے کہ انکا وجود ہی نہیں، حالانکہ دیانتداری کا تقاضہ تھا کہ جب ایک روایت پیش کی ہے تو اسکے بارے میں دوسری کتب احادیث میں جودرج ہے وہ بھی پیش کرنا چاہئے تھا اورقاری کو فیصلہ کرنے دیناتھا کہ وہ اس دلیل کومرزاصاحب کے موقف کے مطابق تسلیم کرے یانہ کرے، کیونکہ مرزاصاحب بقول انکے کوئی عام مصنف نہیں بلکہ سلطان القلم اورمجددیت اور ماموریت کا دعویٰ کررہے تھے۔جس شخص کا اتنابڑا دعویٰ ہواسکی تحریر بھی انتہائی شفاف ہونی چاہئے۔

☆ اسکےعلاوہ جواہم بات ہے، وہ یہ کہ یہ حدیث حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے اورحضرت ابوہریرہؓ (نعوذ باللہ) بقول مرزاصاحب کے غبی ہیں اور جوغبی ہواسکی بات سندنہیں ہوتی، کیونکہ اسکی بات میں غلطی کا بہت زیادہ احتمال ہوتا ہے اورمرزاصاحب کا دعویٰ مجددیت، نبوت وغیرہ وغیرہ کا تھا۔اورجس کومرزاصاحب غبی اور عقل وفہم سے عاری قراردیتے ہیں اسکی بیان کی ہوئی بات کواپنی مجددیت کا بنیادی ثبوت بنانا مرزاصاحب کا ہی حوصلہ ہے، واہ مرزاجی، شرم مگرتم کونہیں آئی۔لیکن مرزاصاحب کا کام تھا کہ میٹھا ہپ ہپ، کڑواتھوتھو، یعنی جوچیز مرزاصاحب کی ضرورت کے مطابق ہووہ صحیح ہے اورجومرزاصاحب کی ضرورت سے مطابقت نہیں رکھتی چاہے وہ کتنی ہی باعتبار کیوں نہ ہومرزاصاحب کے نزدیک ردی کی ٹوکری میں پھینکے جانے کے لائق ہے۔لیکن بات صرف یہیں تک نہیں بلکہ

وضعی حدیث:۔جب اور جہاں دل چاہا، حدیث وضع کرلی

۞:۔مرزاصاحب کرشن کونبی ثابت کرنے کے لئے ایک اپنے وضع کردہ خیال کوآنحضرتﷺ کے نام سے منسوب کرکے یہ حدیث کے طورپرپیش کیا،”کان فی الهند نبیاً اسود اللون اسمه کاهنا۔ترجمہ:ہندمیں ایک نبی گزراہے جوسیاہ رنگ کا تھا اسکا نام کاھنا تھا یعنی کنہیا جس کوکرشن کہتے ہیں۔ ضمیمہ چشمہ معرفت/ رخ، ج ۲۳/ ص ۳۸۲۔کوئی احمدی کہلانے والا بتاسکتا ہے کہ حدیث کی کونسی کتاب میں یہ حدیث ہے؟

۞:۔ایک اورجگہ مرزاصاحب نے لکھا،”اگرحدیث کے بیان پراعتبار ہے توپہلے ان حدیثوں پرعمل کرنا چاہئے جوصحت اوروثوق میں اس حدیث پرکئی درجہ بڑھی ہوئی ہیں، مثلاً صحیح بخاری کی وہ حدیثیں جن میں آخری زمانہ میں بعض خلیفوں کی نسبت خبردی گئی ہے۔خاص کروہ خلیفہ جس کی نسبت بخاری میں لکھا ہے کہ آسمان سے اسکی نسبت آوازآئے گی کہ هذا خلیفة اللہ المهدی۔اب سوچو کہ یہ حدیث کس پایہ اورمرتبہ کی ہے جوایسی کتاب میں درج ہے جواصح الکتب بعدکتاب اللہ ہے“۔شہادۃ القرآن/ رخ ،ج۶/ ص ۳۳۷۔دیکھیں مرزاصاحب بخاری شریف میں دعویٰ کررہے ہیں لیکن کوئی شخص بخاری شریف میں یہ حدیث نہیں دکھاسکتا،

لیکن اصل سوال:۔یہ ہے کہ مرزاصاحب کا ایک دعویٰ مہدی موعودکا بھی ہے۔اورکون نہیں جانتا کہ مہدی علیہ السلام کی آمد کی خبرصرف احادیث سے ہی ہم کوملی ہے۔ مرزاصاحب کی جوکتاب بھی جماعت احمدیہ شائع کرتی ہے اسکے مرزاغلام اے قادیانی نام کے بعد”مسیح موعودومہدی موعود“ کا ٹائٹل لکھا ہوتا ہے۔اورمہدی کے متعلق احادیث کے بارے میں مرزاغلام اے قادیانی یوں گوہرافشانی کرتے ہیں۔

۞:۔ لکھتے ہیں کہ،”محققین کے نزدیک مہدی کا آنا کوئی یقینی امرنہیں“۔ ازالہ اوہام/ رخ ج ۳/ ص ۳۴۴۔

اوران محققین میں امام بخاریؒ اورمسلمؒ کوبھی شامل کرتے ہوئے لکھتے ہیں ”امام بخاری اور مسلم نے مہدی کا کوئی ذکرنہیں کیااورامام مہدی کا نام تک نہیں لیا“۔ ازالہ اوہام/ رخ ج ۳/ ص ۶۷، انڈیکس۔تھوڑاپیچھے مہدی کے بارے میں حدیث کوبخاری شریف کی حدیث بتارہے ہیں۔

۞:۔مرزاصاحب اپنے آپ کوفاطمی ثابت کرنے کے لئے اتنی دوردورکی کوڑیاں لائے ہیں، کبھی دادیاں اورکبھی کم ازکم ایک دادی سادات سے بتاتے ہیں، اورکبھی حضرت فاطمۃ الزہرہ کے ران پرکشف میں سررکھتے ہیں (استغفراللہ)، کبھی الہامی طورپرفاطمی النسل ہونے کے دعوے کرتے ہیں اورکبھی سادات کی دامادی کوبھی فاطمی ہونیکا جوازبناتے ہیں کہ کسی نہ کسی طرح بنی فاطمہ سے تعلق ثابت ہوجائے، تاکہ احادیث کے مطابق اپنےآپکومہدی قراردے سکیں، لیکن اپنی بودی کوششوں اوربے پرکی خوب اُڑانے کے بعدبھی چونکہ اندازہ ہوگیا تھا کہ بات نہیں بنی، اس لئے ایسے کسی سوال کاٹنٹنہ اُڑانے کے لئے اب کیا دلیل پیش کرتے ہیں، لکھتے ہیں کہ،”یہ بات یادرکھنے کے لائق ہے کہ

مسلمانوں کے قدیم فرقوں کو ایک ایسے مہدی کا انتظار ہے جو فاطمہ مادر حسین کی اولاد میں سے ہوگا اور نیز ایسے مسیح کی بھی انتظار ہے جو اس مہدی سے مل کر مخالفان اسلام سے لڑائیاں کرے گا۔ مگر میں نے اس بات پر زور دیا ہے کہ یہ سب خیالات لغو، باطل اور جھوٹ ہیں اور ایسے خیالات کے ماننے والے سخت غلطی پر ہیں۔ ایسے مہدی کا وجود ایک فرضی وجود ہے جو نادانی اور دھوکا سے مسلمانوں کے دلوں پر جما ہوا ہے۔ اور سچ یہ ہے کہ بنی فاطمہ سے کوئی مہدی آنے والا نہیں اور ایسی تمام حدیثیں موضوع اور بے اصل اور بناوٹی ہیں جو غالباً عباسیوں کی سلطنت کے وقت میں بنائی گئی ہیں''۔ کشف الغطاء / ر خ ج ۱۴ / ص ۱۹۷۔

☆ مرزا صاحب نے اپنے آپکو بنی فاطمہ سے قرار دیا ہے۔ لکھتے ہیں کہ ''سادات کی جڑھ یہی ہے کہ وہ بنی فاطمہ ہیں، سو میں اگرچہ علوی تو نہیں ہوں مگر بنی فاطمہ میں سے ہوں۔ میری بعض دادیاں مشہور اور صحیح النسب سادات میں سے تھیں۔ (ساتھ ہی کئی سے اب ایک پر آ گئے) یہ بات میرے اجداد کی تاریخ سے ثابت ہے کہ ایک دادی ہماری شریف خاندان سادات سے اور بنی فاطمہ میں سے تھی''۔ ایک غلطی کا ازالہ حاشیہ، ر خ ج ۱۸ / ص ۲۱۲۔

☆ ''اور بنی فاطمہ ہونے میں یہ الہام ہے (عربی عبارت کا ترجمہ مرزا صاحب کے اپنے الفاظ میں) یعنی تمام حمد اور تعریف اُس خدا کے لئے جس نے تمہیں فخر دامادی سادات اور فخر علو نسب جو دونوں مماثل و مشابہ ہیں عطا فرمایا یعنی تمہیں سادات کا داماد ہونے کی فضیلت عطا کی''۔ تحفہ گولڑویہ، ر خ ج ۱۷ / ص ۱۱۷۔ اسکے علاوہ۔ ضمیمہ تریاق القلوب ۲، ر خ ج ۱۵ / ص ۲۸۵ و ۲۸۶۔ میں بھی ایسا ہی الہام ہے

☆ جب ہم مرزا صاحب کا کشف الغطا و الافتویٰ اور اسکے بعد مرزا صاحب کا بنی فاطمہ سے ہونے کا دعویٰ دیکھتے ہیں تو انتہائی اہم سوال یہ اُٹھتا ہے یہ کیسے ممکن ہو گیا کہ بقول مرزا صاحب کے ایک جھوٹ کو رسول کریم ﷺ سے منسوب کر کے آنے والے مہدی بنی فاطمہ سے ہوگا حدیث قرار دے دیا گیا۔ اسکے بوجود اللہ تعالیٰ اپنے نبی کے نام پر بہتان کو، جھوٹ کو پورا ہونے دیتا ہے اور بنی فاطمہ سے مرزا صاحب کو مہدی بنا دیتا ہے۔ اور اپنے بنائے ہوئے نبیوں کے سردار پر بہتان لگانے والوں کو سچا کر دیتا ہے!

☆ اگر ایسا نہیں ہے اور مرزا صاحب کا فتویٰ صحیح ہے تو پھر مرزا صاحب کا بنی فاطمہ سے ہونا جھوٹ ہے۔

☆ اگر بنی فاطمہ سے ہیں تو پھر مہدی کا دعویٰ غلط ہے

☆ دوسری جگہ لکھتے ہیں اپنے بنی فاطمہ سے ہونے کی نفی کرتے ہیں۔ لکھتے ہیں کہ ''اسی کی مثل خدا تعالےٰ ☆ نے آج یہ سلسلہ قائم کیا ہے کہ آخری خلیفہ محمدی یعنی مہدی و مسیح کو سیدوں میں سے نہیں بنایا بلکہ فارسی الاصل لوگوں میں سے ایک کو خلیفہ بنایا۔ تاکہ یہ نشان ہو کہ نبوت محمدی کی گدی کے دعویداروں کی حالت تقویٰ اب کیسی ہے''۔ ملفوظات / ج ۲ / ص ۳۰۳۔

☆ جو شخص اتنی ڈھٹائی سے اپنے خاندان کے بارہ میں مُکر جائے اُس کی باقی باتوں اور دعووں کا کیا اعتبار؟

۞ :۔ ''میرا یہ دعویٰ نہیں ہے کہ میں وہ مہدی ہوں جو مصداق من ولد فاطمۃ و من عترتی وغیرہ ہے، بلکہ میرا دعویٰ تو مسیح موعود ہونے کا ہے۔............... مہدی موعود کے بارے میں جس قدر حدیثیں ہیں تمام مجروح اور مخدوش ہیں اور ایک بھی ان میں صحیح نہیں''۔ ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم / ر خ، ج ۲۱ / ص ۳۵۶۔ یہ کتاب مرزا صاحب کے مرنے سے ایک سال ۱۹۰۷ء میں قبل مکمل ہوئی اور اُنکی موت کے بعد شائع ہوئی۔ تعجب ہے کہ تمام احادیث کو مجروح قرار دینے کے باوجود بھی مہدی کا دعویٰ قائم ہے۔

۞ :۔ آگے اسی کتاب میں لکھتے ہیں، ''اکابر محدثین کا یہی مذہب ہے کہ مہدی کی حدیثیں سب مجروح اور مخدوش بلکہ اکثر موضوع ہیں۔ اور ایک ذرہ ان کا اعتبار نہیں۔ بعض آئمہ نے ان حدیثوں کے ابطال کے لئے خاص کتابیں لکھی ہیں اور بڑے زور سے انکار کیا ہے۔ اور جبکہ یہ حال ہے کہ خود مہدی کا آنا ہی معرض شک و شبہ میں ہے تو پھر ابدال کا بیعت کرنا کب ایک یقینی امر ہو سکتا ہے۔ جب اصل ہی نہیں تو فروع کب صحیح ٹھہر سکتے ہیں''۔ ضمیمہ براہین احمدیہ ۵ / ر خ ج ۲۱ / ص ۳۵۷۔

۞:۔اسکے باوجود بھی مرزا صاحب نے شرم وحیا کو بالائے طاق رکھتے ہوئے جب اپنی ذات کے لئے **خلیفة الله المهدی الموعود** کا دعویٰ مخصوص کر ہی لیا ہے تو ان کے پیروکار بتائیں کہ کیا مرزا صاحب کیلئے آسمان سے آواز آئی، مرزا صاحب کے چوتھے خلیفہ مرزا طاہر نے ایک بار ٹی وی پر کہا تھا کہ یہ حدیث کی پیشگوئی مرزا کا نام ٹی وی پر آنے سے پوری ہوگئی، لیکن وہ یہ کہتے ہوئے بھول گئے کہ اس سے بہت عرصہ قبل اور ان گنت مرتبہ زیادہ تو ٹی وی پر یہ الفاظ آچکے ہیں کہ مرزا کذاب، جھوٹا نبی اور دجال ہے، اگر ٹی وی پر اپنے مریدوں کے ذریعہ نام آنا یا نشر ہونا سچائی کی سند ہے تو پھر زیادہ معتبر سند مخالفین قادیانیت کی ہے۔

مسیح اور مہدی کا ہونا واہیات:۔انگریزوں کو خوش اور مطمئن رکھنے کے لئے مسیح اور مہدی کا ہونا واہیات قرار دے رہے ہیں۔

۞:۔لکھتے ہیں کہ ”اس گورنمنٹ دانشمند کو ان واہیات باتوں سے کچھ بھی تعلق نہیں۔کوئی مہدی ہو یا مسیح ہو اس سے ان کو کچھ غرض واسطہ نہیں“۔ ایام الصلح / ر خ ج ۱۴ / ص ۳۱۸۔

۞:۔رسول کریم ﷺ کی احادیث میں بیان کردہ پیشگوئی کے وقوع کو، واہیات باتیں قرار دیتے ہیں۔ایسے خیالات ظاہر کرنے کے بعد یہ مرزا صاحب کا ہی حوصلہ ہے کہ وہ ”مسیح موعوذ“ اور ”مہدی موعوذ“ کا بھی دعویٰ کرکے منجملہ دوسری بے شمار واہیاتیوں کے دو (۲) اور بہت بڑی واہیاتیوں کا بھی ارتکاب کر گئے ہیں۔

۞:۔اور مسیح موعود کے طور پر جہاد کو منسوخ کرنے کے بارے میں جو دلیل بالتاویل دیتے ہیں اسکا جواز حدیث رسول ﷺ سے ہی پیش کرتے ہیں کہ حدیث میں ہے کہ مسیح آکر جہاد کو موقوف کردے گا اور اس بات کو پُر زور طور پر پیش کرتے ہوئے کہتے ہیں۔

”کیوں چھوڑتے ہو لوگو تم نبی کی حدیث کو۔ جو چھوڑتا ہے تم چھوڑ دو اس خبیث کو“۔

ضمیمہ تحفہ گولڑویہ / ر خ ج ۱۷ / ص ۷۸

۞:۔احمد یو! سوچو کہ کیا یہ شخص جو ہر لحہ جھوٹ، دجل، تاویل، تحریف کی چھریاں اپنے (بظاہر) مقدس لبادے میں چھپائے پھرتا ہے اور جسکا خدا ہر لحہ اسکے پہلے الہاموں پر تنسیخ کا خط پھیر کر اسکو سو فیصد مخالف الہامات کرتا ہے، کیا تم اس خدا کو ڈھونڈ رہے ہو یا کہ محمد رسول اللہ ﷺ کے خدا کو! جو اپنے نبی کو ایک بار بیان کی ہوئی بات پر ہمیشہ قائم رہتا ہے، اور رسول کریم کے عمل صالح کو؟

۞:۔اگر تو مذہبی دکانداری کی پیروی کرنی ہے تو ٹھیک ہے لیکن اگر ایمان، اسلام، شرافت کی پیروی کرنی ہے تو پھر آپکو مرزا غلام احمد قادیانی کو چھوڑنا ہوگا اور محمد ﷺ کا دامن پکڑنا ہوگا۔ہر چیز تو اس دنیا میں ممکن ہے مگر مرزا کا دین اور حقیقی اسلام ایک ہوں یہ ممکن نہیں۔

۞:۔مرزا صاحب نے اپنی کتاب ست بچن میں لکھا ہے ”کسی عقلمند اور صاف دل انسان کے کلام میں ہرگز تناقض نہیں ہوتا، ہاں اگر کوئی پاگل یا مجنون یا ایسا ہی منافق ہو کہ خوشامد کے طور پر ہاں میں ہاں ملا دیتا ہو اس کا کلام بیشک متناقض ہو جاتا ہے، صفحہ ۳۰۔

۞:۔اور اسی کتاب ست بچن کے صفحہ ۱۳ پر لکھتے ہیں ”ظاہر ہے کہ ایک دل سے دو متناقض باتیں نکل نہیں سکتیں کیوں کہ ایسے طریق سے یا انسان پاگل کہلاتا ہے یا منافق“۔

اس فقیر درِ مصطفےٰ ﷺ نے اس مضمون میں بھی اور اپنے دوسرے مضامین میں بھی آپکے سامنے مرزا صاحب کی الہام کے نام پر متضاد باتیں رکھی ہیں، اب آپ بقول مرزا صاحب کے انکو پاگل سمجھ لیں یا منافق، بہر حال یہ طے ہے کہ مرزا صاحب نبی، مجدد یا ولی تو دور کی بات ہے ایک کھرے انسان بھی نہیں تھے، وہ ایسے بے شرم انسان تھے جس کو کبھی بھی خدا کا نام، (جو اپنی مقدس کتاب قرآن کریم میں کھلے طور پر کہتا ہے کہ میری باتوں میں تضاد نہیں اور میں اپنے وعدے پورے کرتا ہوں) لیکر ایک بات کہہ کر پھر اسی بات کے مخالف بات کو اسی خدا کے نام پر کہتے، اعلان کرتے ہوئے ذرہ بھر بھی جھجک محسوس نہیں ہوئی، بلکہ ڈنکے کی چوٹ پہلی بات کے مخالف بات کرکے دونوں کو الہام قرار دیکر خدا کو متناقض بات کہنے والا بنا کر پیش کرتے ہیں۔اور جس حدیث کو پہلے غلط اور بے بنیاد کہا اسی کو پیسے بٹورنے کی خاطر رسول کریم ﷺ کی پیشگوئی قرار دے ڈالا اور دنیاوی مال کے حصول کی خاطر ایمان، شرافت، سچائی، قرآن شریف، احادیث، غرضیکہ ہر چیز داؤ پر لگادی۔اب فیصلہ تمہارے ہاتھ میں ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی کی اپنی ہی تحریروں اور فیصلہ کے مطابق، ایک پاگل یا مجہول اور نبوت کے ناجائز دعویدار کے

پیچھے لگتے ہو یا ہادی برحق کے جھنڈے تلے آتے ہو۔احادیث کو چھوڑ کر اپنے ہی قول کے مطابق ’’خبیث‘‘ قرار پانے والے مرزا صاحب کو گلے لگاتے ہو یا چھوڑتے ہو؟

اللہ تعالےٰ ہم سب کو راہ ہدایت پر رکھے اور انجام بخیر کرے۔آمین۔